خواتین اور سزائے موت

تحریر: پروفیسر محفوظ احمد، گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ کالج فیصل آباد

اس دنیا میں انسان ہزار ہا سال سے زندگی بسر کر رہا ہے لیکن ابھی تک یہ اپنے تجربوں سے بہت کچھ سیکھتا ہے اور بہت کچھ گنوادیتا ہے اور اسی طرح دنیا آگے بڑھتی جارہی ہے۔ اس کی بڑی مثال مغربی ممالک میں سزائے موت کی ہے کبھی اسے نافذ کیا جاتا ہے اور کبھی منسوخ (۱) اور کبھی پھر بحال۔ پہلے مجرموں کو اس طرح سزا دی جاتی ہے جیسے ان سے انتقام لینا مقصود ہو اور اب ان سے ایسا سلوک کیا جاتا ہے جیسے وہ سرکاری معزز مہمان ہیں ان کے ارادی جرائم کو بھی بھول چوک تصور کیا جاتا ہے اور انہیں سزا دینے کو وحشیانہ عمل قرار دیا جاتا ہے نتیجتاً جرائم میں روز افزوں ترقی ہوتی جارہی ہے کسی کی عزت و آبرو محفوظ نہیں جیلیں آسائش گاہیں بننے کے ساتھ ساتھ جرائم کے جراثیم پیدا کرنے والی لیبارٹریاں بن چکی ہیں

اسلام نے اگرچہ انسانی نفسیات کے مطابق جرائم کی روک تھام کے لیے ابدی۔ موثر اور ہمہ جہتی اقدامات کیے ہیں لیکن افسوس کہ ہم نے ان اصولوں کو پس پشت ڈال دیا ہے اطاعت الہی اور اطاعت رسول کی بجائے تقلید مغرب کو ہم اپنے لیے باعث فخر سمجھتے ہیں۔ اپنے ملک میں نافذ شدہ متفقہ آئین کی بجائے اقوام متحدہ کے چارٹر کو زیادہ قابل حجت تسلیم کرتے ہیں اپنی معاشرتی و دینی اقدار کے ہوتے ہوئے مغربی اقدار پر عمل کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ گزشتہ دور حکومت میں اسکی مثال یہ سامنے آئی کہ پاکستان کی وفاقی کابینہ نے ۱۰ جون ۱۹۹۶ کو اپنے ایک اجلاس میں خواتین کے لیے سزائے موت ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ خبر تمام قومی اخبارات میں نمایاں طور پر شائع کی گئی روزنامہ نوائے وقت میں یہ خبر اس طرح شائع ہوئی۔

خواتین کے لیے سزائے موت ختم۔ وفاقی کابینہ کا فیصلہ

"جن سنگین مقدمات میں خواتین کو سزائے موت دی جاسکتی ہے انہیں اس پر عمر قید کی سزا ہوگی۔

وزیراعظم بے نظیر بھٹو کی زیر صدارت وفاقی کابینہ نے خواتین کے لیے سزائے موت ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جن سنگین مقدمات میں سزائے موت دی جاسکتی ہے اب انہیں سزائے موت کی بجائے عمر قید کی سزا ہو گی کابینہ نے اس سلسلے میں مسودہ قانون کی منظوری دے دی۔

خواتین دہشت گردی یا معصوم شہریوں کے سفاکانہ قتل کی وارد توں میں بہت کم ملوث پائی جاتی ہیں لہذا ان کے لیے سزائے موت ختم کردی گئی اس اقدام سے معاشرے پر خوشگوار اثر پڑے گا"۔ اس مقالے میں اس فیصلےکے متعلق یہ جائزہ لیا جائے گا کہ کیا یہ فیصلہ قرآن مجید احادیث نبویہ اور رائج الوقت آئین پاکستان سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں نیزاس فیصلے سے ہمارے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔

اسلام اور عورت کی سزائے موت

کائنات کی بقا کیلئے اسلام نے مردوں اور عورتوں کے الگ الگ فرائض متعین کیے ہیں لیکن اعمال کے اجر و جزا کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں اس یکسانیت کے تصور کو اسلام میں اس طرح پیش کیا گیا ہے۔

اجر میں یکسانیت

اللہ تعالی نے مسلمانوں کو بہت سے احکامات پر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے لیکن ان کے اجر میں صنفی لحاظ سے کوئی تفریق قائم نہیں کی۔ نماز اگر مرد ادا کرے تو اسے بھی اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا عورت نماز ادا کرنے پر مستحق ہوتی ہے۔ حج کی ادائیگی سے عورت کو اتنا ثواب ملے گا جتنا مرد حج کرنے پر ثواب کا حق دار ہوتا ہے اجر و ثواب کی یکسانیت کا ذکر سورۃ زمر میں اس طرح کیا گیا

ووفیت کل نفس ماعملت (۳)

(ترجمہ) ہر شخص کو اسکے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا

عربی میں نفس مرد اور عورت دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

یوم لا تملک نفس لنفس شئیا والامر یومئذ للہ (۴)

(ترجمہ) قیامت کا دن وہ ہے جس میں کسی شخص کا کسی کے نفع کے لیے کچھ بس نہ چلے گا اور تمام تر حکومت اس روز اللہ ہی کی ہو گی اسی سورت میں ہے:

علمت نفس ما قدمت و اخرت (۵)

(ترجمہ) اس روز ہر شخص اپنے اگلے و پچھلے اعمال کو جان لے گا یہاں پر نفس سے مراد مرد اور عورت یکساں ہیں

سورۃ نحل میں اللہ تعالی نے مرد اور عورت کا الگ الگ بھی ذکر کر کے فرمایا

من عمل صالحا من ذکر اوانثی وهو مومن فلنحيينه حيوة طيبة ولنجز ينهم اجرهم باحسن ما كانوا يعملون (٦)

(ترجمہ) جو بھی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو پاکیزہ زندگی دیں گے اور ان کے اچھے کاموں کے عوض انکا اجر دیں گے۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے سید قطب شہید (م ١٩٦٦) نے لکھا ہے

اس آیت میں جزائے اعمال کے یہ قواعد بیان فرمائے گے ہیں

۱۔ عمل و جزا میں مذکر و مونث بالکل برابر ہیں

۲۔ دونوں کا اللہ تعالی سے برابر تعلق ہو سکتا ہے اور دونوں کو اللہ تعالی کی طرف سے جزا ملے گی۔

۳۔ نص میں جو ابتدا میں لفظ من ہے وہ مطلق ہے اور دونوں جنسوں (مرد عورت) پر مشتمل ہے مگر مزید تاکید و توثیق اور وضاحت کے لیے نرو مادہ کا صراحتاً ذکر فرمایا (۷)

سورۃ احزاب میں ارشاد ربانی ہوتا ہے (۷)

ان المسلمين والمسلمات والمومنين والمومنات والقنتين والقنتات والصدقين والصدقت والصابرين والصابرت والخاشعين والخاشعت والمتصدقين والمتصدقت والصائمين والصائمات والحافظين فروجهم والحافظت والذاكرين الله كثيرا والذاكرات اعدالله لهم مغفرة واجراعظيما (۸)

(ترجمہ) بے شک! ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر

کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور بکثرت اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنےوالی عورتیں ان سب کیلئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

مفتی محمد شفیع (م ۱۹۷۶ء) نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

قرآن حکیم کے عام احکام میں اگرچہ مرد و عورت دونوں شامل ہیں مگر عموماً خطاب مردوں کو کیا گیا ہے عورتیں اس میں ضمناً شامل ہیں یاایھاالذین امنوا کے الفاظ استعمال فرما کر عورتوں کو ان کے ضمن میں مخاطب کیا ہے اس میں اشارہ ہے کہ عورتوں کے سب معاملات ستر اور پردہ پوشی پر مبنی ہیں اس میں ان کا اکرام و اعزاز ہے خصوصاً پورے قرآن مجید میں غور کیاجائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت مریم بنت عمران کے سوا کسی عورت کا نام قرآن مجید میں نہیں لیا گیا بلکہ ذکر آیا تو مردوں کی نسبت کے ساتھ جیسے امراۃ فرعون (بیگم فرعون) امراۃ نوح (بیگم نوح)، امراۃ لوط (بیگم لوط) کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا۔

حضرت مریم کی خصوصیت شاید یہ ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کسی باپ کی طرف نہیں ہوسکتی اس لئے ماں کی طرف نسبت کرنا تھا اس نسبت سے ان کا نام ظاہر کیا گیا (واللہ اعلم)

قرآن کریم کا یہ اسلوب اگرچہ خود ایک بڑی حکمت و مصلحت پر مبنی ہے مگر عورتوں کو اس کا خیال گزرنا ایک طبعی امر تھا اس لئے کتب حدیث میں ایسی متعدد روایات ہیں جن میں عورتوں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالی ہر جگہ مردوں کا ہی ذکر قرآن مجید میں فرماتے ہیں انہی کو مخاطب فرماتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم عورتوں میں کوئی خیر ہی نہیں ہمیں ڈر ہے کہ ہماری عبادت بھی قبول نہ ہو (۹)

آیات مذکورہ میں عورتوں کی دلجوئی اور ان کے اعمال کی مقبولیت کا خصوصی ذکر کیا گیا جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالی کے ہاں مقبولیت اور فضیلت کا مدار اعمال صالحہ اور اللہ تعالی کی اطاعت ہے اس میں مرد و عورت کا کوئی امتیاز نہیں (۱۰)

ان آیات قرآنیہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں اعمال صالحہ کے اجر میں کسی قسم

کا جنسی اور صنفی فرق نہیں ۔ مسلمان مرد جو عمل کرے گا اس کو بھی وہی اجر ملے گا۔ جو مسلمان عورت کو عمل صالح کرنے پر ملتا ہے۔ اسی طرح مسلمان عورت بھی اس اجر کی مستحق ہوگی جس کا حقدار مسلمان مرد ہوگا۔

جزا اور سزا میں یکسانیت

اسلام میں جس طرح اعمال صالحہ کے اجر میں جنسی لحاظ سے کوئی تفریق نہیں اسی طرح افعال قبیحہ کے ارتکاب کی جزا میں کوئی صنفی تفاوت نہیں۔ کوئی شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت جو بھی ایسی معصیت کا مرتکب ہوگا اسے اس کی سزا ملے گی۔

جزا میں یکسانیت کا یہ تصور قرآن مجید میں موجود ہے، ارشاد ہوتا ہے:

ویعذب المنفقین والمنافقت والمشرکین والمشرکات الظانین باللہ ظن السوء علیهم دائرة السوء وغضب اللہ علیهم ولعنهم واعدلهم جهنم وساء ت مصیرا (۱۱)

(ترجمہ) اللہ تعالی منافق مردوں اور منافق عورتوں کو (ان کے کفر کی وجہ سے) عذاب دے گا جو اللہ تعالی کے ساتھ برے برے گمان رکھتے ہیں ان پر برا وقت آنے والا ہے اللہ تعالی ان پر غضب ناک ہوگا اور ان کو اپنی رحمت سے دور کرے گا اور ان کیلئے اس نے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

اسی طرح سورۃ توبہ میں ہے۔

المنافقون والمنافقت بعضهم من بعض . یامرون بالمنکر وینهون عن المعروف ویقبضون ایدیهم نسوااللہ فنسیهم ان المنافقین هم الفاسقون. وعداللہ المنافقین والمنافقت والکفار نارجهنم خالدین فیها هی حسبهم ولعنهم اللہ ولهم عذاب مقیم (۱۲)

(ترجمہ) منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک جیسے ہیں (برے نظریات اور برے افعال کی ترویج واشاعت کے سلسلہ میں) برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں (حقیقت یہ ہے) کہ انہوں نے اللہ تعالی کو بھلادیا ہے تو اللہ تعالی نے بھی انہیں فراموش کردیا ہے۔ بے شک منافق ہی نافرمان ہیں۔ اللہ تعالی نے منافق مردوں، منافق عورتوں اور کفار سے وعدہ کیا ہے کہ وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے وہی ان کیلئے کافی

ہے اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ان پر ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

یہ آیات مقدسہ اس تصور کو واضح کرتی ہیں کہ اسلام میں سزا و جزا کے لحاظ سے مرد اور عورت برابر ہیں عورتوں کو بھی اعمال قبیحہ کے ارتکاب پر مردوں کے برابر سزا دی جائے گی۔ اجتماعی طور پر بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ذکر فرمایا کہ ہر کسی کو اس کے عمل کا پورا بدلہ ملے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ اس ضمن میں چند آیات تحریر کی جاتی ہیں۔ سورۃ آل عمران میں ہے:

۱. ووفیت کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون (۱۳)

ہر کسی نے جو کچھ کیا اسے اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور ان کی حق تلفی نہیں ہوگی۔

۲. ثم توفی کل نفس ماکسبت وھم لا یظلمون (۱۴)

ہر شخص کو قیامت کے دن اس کے کیے ہوئے کا پورا عوض ملے گا۔

۳. للرجال نصیب مماکتسبوا وللنساء نصیب مماکتسبن (۱۵)

مردوں کو ان کے اعمال کے مطابق آخرت میں حصہ ملے گا اور عورتوں کو ان کے مطابق حصہ ملے گا۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے عصر حاضر کے مفسر پیر کرم شاہ صاحب نے لکھا ہے:

ہر مرد اور ہر عورت کو بلا امتیاز اس کی جدوجہد کا ثمر ملے گا اس لئے اگر تم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے طلب گار رہو تو عمل سے طلب کرو کسی سے حسد کرنا یا صرف اس جیسا بننے کی خواہش کرتے رہنے سے کیا حاصل۔ عورتوں کے دلوں میں عام طور پر یہ حسرت ہوتی ہے کہ کاش وہ مرد ہوتیں اس کا بھی ازالہ فرمایا کہ تکوینی مصلحتوں کے پیش نظر کسی کو مرد اور کسی کو عورت ضرور ہونا تھا۔ اس لئے اس خام خیال کو اپنے دلوں سے نکال دو حصول کمال اور قرب الٰہی کے دروازے تمہارے لئے بھی کھلے ہیں آگے بڑھو اور اپنے حسن کردار اور خوبی عمل سے بلند سے بلند مقام حاصل کرلو (۱۶)

۴. ومن یکسب اثما فانما یکسب علی نفسہ (۱۷)

(ترجمہ) اور جو کوئی گناہ کرے وہ اپنے ہی حق میں گناہ کرتا ہے۔

من کا لفظ مرد و عورت دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

۵. الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لا ظلم الیوم (۱۸)

(ترجمہ) آج ہر شخص کو اس کے کیے کا بدلہ دیا جائے گا آج کسی پر ظلم نہ ہوگا۔

ان تمام آیات سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ اسلام میں اجر و جزا کے لحاظ سے جنسی و صنفی لحاظ سے کوئی تفریق نہیں۔ مرد اور عورت میں سے کوئی جیسا عمل کرے گا اس کے مطابق یکساں طور پر اسے اس کا اجر یا جزا مل جائے گی۔

اسلامی جنایات

عورتوں اور مردوں سے متعلق قرآنی فلسفہ اجر و جزا میں یکسانیت کے بعد اب اسلامی سزاوؤں کو بھی اس پہلو سے دیکھا جاتا ہے کہ کیا ان سزاؤں میں ایک ہی جرم کے ارتکاب میں جنسی لحاظ سے مرد یا عورت کی سزا میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

اسلام میں تین طرح کی سزائیں مقرر ہیں۔

۱۔ قصاص ۲۔ حد ۳۔ تعزیر

۱۔ قصاص

قصاص کا لفظ "قص" سے مشتق ہے اس سے "قص الاثر" ہے جس کا معنی "پیروی روایت" ہے یعنی فلاں شخص نے روایت کی پیروی کی۔ القاص، راوی یا بیان کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔ راوی کو قاص اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ آثار و اخبار کی پیروی کرتا ہے (۱۹)

قص کا دوسرا معنی کاٹنا بھی آتا ہے۔ قص الشعر یال کاٹنے کو کہتے ہیں (۲۰)

قرآن مجید میں بھی اس لفظ کا استعمال ہوا ہے ارشاد ہوتا ہے:

فارتدا علی اثارھما قصصا (۲۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم حضرت یوشع اپنے نشان قدم پر واپس لوٹے۔

قصاص کو قصاص اس لیے کہا جاتا ہے کہ قصاص میں مرتکب کو اسی طرح کی تکلیف دی جاتی ہے جس طرح اس نے مجروح یا مقتول کو پہنچائی (۲۲)

فقہی اصطلاحات میں قصاص سے مراد یہ ہے:

ان یفعل بالفاعل الجانی مثل ما فعل (۲۳)

کسی ایذا دینے والے کو اتنی ہی تکلیف دی جائے جتنی اس نے کسی دوسرے (مقتول یا مجروح) کو پہنچائی۔

عرف عام میں قصاص سے مراد قتل کے بدلے قتل کرنا لیاجاتا ہے۔

قصاص کا مفہوم جان لینے کے بعد اب یہ دیکھتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ نے قتل کے قصاص میں مرد و عورت کےدرمیان کوئی تفریق قائم کی ہے یا نہیں۔ قصاص کی فرضیت کے متعلق اللہ تعالی فرماتا ہے:

یاایھاالذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحربالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی (۲۴)

اے ایمان والو تم پر قصاص قتل (عمد) میں فرض کیا گیا ہے آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔

قتل کے متعلق آنحضور ﷺ نے وضاحت فرمائی ہے کہ اس قتل سے مراد "قتل عمد" ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ومن قتل عمداً فھو قود (۲۵)

جس کسی نے کسی کو عمداً قتل کیا اسے اس کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔

بعض لوگ سورۃ بقرہ کی اس آیت کا مفہوم یوں لیتے ہیں کہ

آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت کو قتل کیا جائے اگر آزادغلام کواور عورت مرد کو قتل کردے تو قصاص نہیں ہوگا۔

یہ مفہوم قرآن مجید کی دوسری آیت کے خلاف ہے۔ سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے:

وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والا ذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص (۲۶)

(ترجمہ) اور ہم نے ان پر اس کتاب (تورات) میں فرض کیا کہ جان کے بدلے میں جان آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ ان کے برابر ہے۔

اگرچہ اللہ تعالی نے یہاں قصاص کا ذکر تورات کے حوالے سے فرمایا ہے کہ ہم نے یہ احکام موسی (علیہ السلام) کی شریعت میں فرض کیے تھے لیکن یہ اصول قرآن مجید کی دوسری آیات سے مستنبط ہوتا ہے کہ سابقہ شریعتوں کے وہ تمام احکام جن کو اللہ تعالی نے

شریعت محمدی ﷺ میں منسوخ نہیں کیا ان کی حیثیت اسلام کے دیگر احکامات کی طرح ہے اور وہ احکامات ہمارے لیے اسی طرح واجب العمل ہیں جیسے دیگر احکام۔

سورۃ شوریٰ میں ارشاد ہوتا ہے:

شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا به ابراهیم وموسی وعیسی)۲۷)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے بھی وہی دین مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح علیہ السلام کو دیا اور جو وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی اور جس کا ہم نے ابراہیم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا۔

اسی طرح سورۃ انعام میں مختلف انبیاء کرام کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا:

اولئک الذین هدی الله فبهداهم اقتده(۲۸)

(ترجمہ) یہ وہی لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی بس آپ ان کے طریقے پر چلیں اسی لیے علامہ ابن حجر مکی (م ۹۷۳ھ) نے لکھا ہے:

قصاص شریعت موسوی میں اور دیت شریعت عیسوی میں واجب کی گئی۔ شریعت محمدیہ میں ان دونوں کو اختیار کیا گیا(۲۹)

بہر حال ان قرآنی آیات سے یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ سابقہ شریعتوں کے کسی حکم کا جب تک اسلام میں نسخ نہ ہو اس کا حکم اسلام میں بدستور موجود رہے گا۔ لیکن حکم اس کو بھی شریعت محمدی کا حکم مان کر عمل کرنا ہوگا نہ کہ شریعت موسوی یا شریعت عیسوی کا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے قرآن مجید کی اس آیت کے خلاف ہوگا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں پورے داخل ہونے کا حکم دیا ہے(۳۰)

بہرحال جان کے بدلے جان اسلام کا وہ ابدی قانون ہے جو گزشتہ تمام شریعتوں کے علاوہ اسلام میں بھی بدستور موجود ہے خواہ قاتل مرد ہو یا عورت۔

اس اصول کی تائید حضور اکرم ﷺ کی متعدد احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ومن قتل عمداً فهوقود ومن حال بينه فعليه لعنةاللّٰهوالملائكةوالناس اجمعين لايقبل منه صرف ولاعدل (۳۱)

(ترجمہ) جس نے قتل عمد کا ارتکاب کیا اس کیلئے قصاص میں قتل ہے اور جو کوئی اس قصاص کے درمیان مانع ہوا تو اس پر اللہ تعالی اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہو۔ نہ اس کا نفل قبول ہے اور نہ فرض۔

۲۔ حضرت ابوشریح الخزاعی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من اصيب بدم او خبل (الخبل الجراح)فهو بالخيار بين احدے ثلث فان ارادالرابعة فخذو اعلى يده ان يقتل او يعفو او ياخذ الدية (۳۲)

(ترجمہ) جس کا خون کیا گیا یا اسے زخمی کیا گیا تو اسے صرف تین باتوں کا اختیار ہے یا وہ قصاص لے یا وہ معاف کردے یا دیت لے لے۔
اس کے علاوہ اگر کسی چوتھی بات کا تقاضا کرے تو اس کا ہاتھ پکڑلو۔

۳۔ حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

من قتل عمداً دفع الى اولياء القتيل فان شاؤا اقتتلوا وان شاؤا اخذوا الدية (۳۳)

(ترجمہ) جس نے کسی کو عمداً قتل کیا اسے مقتول کے ورثاء کے سپرد کردیا جائے۔ اگر وہ چاہیں اسے قتل کردیں اور اگر چاہیں تو دیت لے لے۔

۴۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک بار عورت کے بدلے میں عورت قتل کرنے کے متعلق حضور اکرم ﷺ کے کسی فیصلے کے متعلق صحابہؓ سے پوچھا تو حضرت حمل بن مالکؓ نے کہا:

"میرے عقد میں دو بیویاں تھیں ان میں سے ایک حاملہ تھی۔ دوسری نے حاملہ کو ایک لکڑی سے مارا تو وہ مر گئی اور جنین بھی مر گیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دیا:

فقضى النبى صلى اللّٰهعليه وسلم فى جنينهابغرة وان تقتل بها (۳۴)

بچے کے بدلے ایک غلام یا لونڈی دی جائے اور عورت کے بدلے عورت کو قتل کیا جائے۔

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر ایک یہودی عورت نے آپ ﷺ اور بشر بن ابرا کو زہر آلود گوشت کھلادیا آپ پر زہر کا اثر نہ ہوا لیکن بشر زہر سے فوت ہوگئے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو بلا کر پوچھا تو نے کھانے میں زہر کیوں ملایا اس نے کہا یہ دیکھنے کیلئے کہ آپ سچے نبی ہیں؟ اگر آپ سچے نبی ہوں تو زہر آپ پر اثر نہیں کرے گا۔

فامربھارسول اللہصلی اللہعلیہ وسلم فقتلت(۳۵)

پس آپ ﷺ نے اس عورت کو قتل کرنے کا حکم فرمایااور وہ قتل کردی گئی(۳۶)

۶۔ حضرت شعبیؒ سے روایت ہے کہ عرب کے دو قبیلوں میں لڑائی ہوئی انہوں نے آپس میں مردوں اور عورتوں کو قتل کیا تو انہوں نے باہم یہ فیصلہ کیا کہ یہ مقدمہ حضور ﷺ کے پاس لے چلتے ہیں۔

فارتفعوا الی رسول اللہصلی اللہعلیہ وسلم فقال علیہ السلام " القتلی سواء(۳۷)

چنانچہ وہ اپنامقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا سب مقتول برابر ہیں۔

۷۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورا کرم ﷺ نے فرمایا:

المسلمون تتکافاء دماءھم(۳۸) تمام مسلمانوں کے خون برابر ہیں۔

ان تمام احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں تمام مسلمانوں کا خون برابر ہے جو کوئی بھی اس خون کو بہائے گا اس کو اس کے بدلے سزا ملے گی۔ اگر کوئی قتل عمد کا مرتکب ہو تو اسے اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا اگرچہ قتل مرد نے کیا ہو یا عورت نے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں اگر کوئی مرد کسی عورت کو عمداً قتل کرے تو اسی طرح مستوجب قصاص ہوگا جس طرح عورت کسی مرد کے قتل پر ہوتی ہے(۳۹)

اس مسئلہ کے متعلق امام قرطبی (م ۶۷۱ھ) نے لکھا ہے:

اجمع العلماء علی قتل الرجل بامراۃ والمراۃ بالرجل(۴۰)

(ترجمہ) تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ آدمی کے قتل پر عورت کو اور عورت کے قتل پر آدمی کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔

امام جصاص (م ۳۷۰ھ) نے عورت سے مرد کے قصاص کے متعلق فتوی کے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ، امام زفر، امام ابن شبرمہؒ کے نزدیک عورت اور مرد کے درمیان صرف جان کا قصاص ہے ایک دوسری روایت کے مطابق جان سے کم درجے کے جرائم میں بھی قصاص جاری ہوگا کیونکہ قرآن مجید میں ہے ان النفس بالنفس (۴۱)

بعض فقہاء کے نزدیک عورت کی دیت چونکہ نصف ہے لہذا اگر عورت مرد کو قتل کرے تو اسے قصاص میں قتل کرنے کے علاوہ اس سے نصف دیت بھی وصول کی جائے گی۔ علامہ قرطبی نے اس پر تنبیہہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ درست نہیں کیونکہ فقہ کا اصول ہے کہ قصاص اور دیت ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے (۴۲)

قصاص میں عورت کو قتل کرنا وہ اہم مسئلہ ہے جس کے متعلق قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ میں بڑی تفصیل سے ذکر ہے اور تمام ائمہ فقہاء کا اس پر اجماع ہے۔

لہذا عورت کو قتل کی سزا سے مستثنی قرار دینا قرآن مجید، حدیث رسول ﷺ اور اجماع کے خلاف ہے۔

حدود

حدود کی واحد حد ہے عربی میں حد اس معنی میں استعمال ہوتا ہے "الحاجز بین الشیئن" دو چیزوں کے درمیان فصل کرنے والی چیز کسی شے کے منتہی (آخری کنارہ) کو بھی حد کیا جاتا ہے جیسے حدود الحرم یعنی حرم کی حدود (۴۳)

حدود اللہ ان اشیاء کو کہا جاتا ہے جن کا حلال یا حرام ہونا ظاہر ہو۔ شریعت میں حدود اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۴۴)

اول: پہلی قسم سے مراد وہ احکام ہیں جن کا تعلق عبادات، معاملات اور مناکحات وغیرہ سے ہے۔ ان میں سے بعض امور کو حلال اور بعض کو حرام قرار دیا گیا ہے جیسے سورۃ بقرہ میں مسائل صوم بیان کرنے کے بعد فرمایا:

تلک حدوداللّٰہ فلا تقربوھا (۴۵)

(ترجمہ) یہ اللہ تعالی کی حدود ہیں پس ان کے قریب نہ جائیے

اسی سورۃ میں ایلا، طلاق اور عدت کے مسائل بیان کرنے کے بعد فرمایا:

تلک حدوداللّٰہ فلا تعتدوھا (۴۶)

یہ حدوداللہ ہیں ان سے تجاوز نہ کیجیے

دوم: ان حدود سے مراد وہ سزائیں ہیں جو اللہ تعالی کے حق کی حیثیت سے انسان پر واجب ہوتی ہیں۔ محیط المحیط میں ہے:

عقوبۃ مقررۃ یجب حقاللّٰہ (۴۷)

وہ مقررہ سزا جو اللہ تعالی کے حق کی حیثیت سے واجب ہوتی ہے۔

عمیم الاحسان نے قواعد الفقہ میں حد کی یہ اصطلاحی تعریف بیان کی ہے:

عقوبۃ مقررۃ وجبت حقا للّٰہ تعالی زجراً (۴۸)

وہ مقررہ سزا جو اللہ تعالی کے حق کی حیثیت سے انسان کو بطور سزا دی جاتی ہے۔

تعداد حدود

قواعد الفقہ میں چھ حدود بیان کی گئی ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) حد زنا (۲) حد خمر (۳) حد قذف

(۴) حد سرقہ (۵) حد ارتداد (۶) حد حرابہ (۴۹)

علامہ فرید وجدی کے مطابق اسلام میں سات جرائم حدود میں داخل ہیں۔ دائرۃ المعارف میں ہے:

لم یرد فی الشرع الاسلامی الاسبعۃ حدود علی سبع جنایات بالنص وقد وکل ما عداہ الی القاضی وتلک حدودھی حد الردۃ وحد البغی وحد الزنا وحد القذف وحد السرقۃ وحد قطع الطریق وحد شرب الخمر (۵۰)

(ترجمہ) نص کے لحاظ سے اسلامی شریعت میں صرف سات جرائم میں سات شرعی حدود مقرر کی گئیں ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر جرائم قاضی کی مرضی پر مبنی ہیں اور وہ سات حدود یہ ہیں:

حد ارتداد، حد بغاوت، حد زنا، حد قذف، حد سرقہ، حد حرابہ اور حد خمر۔

ڈاکٹر عبدالعزیز عامر نے بھی انہی سات جرائم کو قابل حد قرار دیا ہے(۵۱)

ان حدود میں جن کی بنیادی سزا موت ہے یہ ہیں۔

(۱) حد زنا

(۲) حد ارتداد

(۳) حد حرابہ

اب ان سزاؤں کی روشنی میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ کیا ان کی سزاؤں میں مرد و عورت کے لحاظ سے کوئی جنسی تفریق ہے؟ یا نہیں۔

i۔ حد زنا

زنا کے متعلق اسلام نے دو سزائیں مقرر کی ہیں۔

(۱) غیر شادی شدہ زانی: غیر شادی شدہ زانی کیلئے سورۃ نور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الزانیة والزانی فاجلدواکل واحد منهما مائة جلدة(۵۲)

(ترجمہ) غیر شادی شدہ) زناکار عورت اور مرد ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو سو کوڑے مارو۔

اس سزا میں بھی مرد اور عورت کو یکساں سزا ہے۔

ii۔ شادی شدہ زانی: شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا کا ذکر صراحتاً احادیث سے ملتا ہے۔ چند احادیث رقم کی جاتی ہیں۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید بن خالدؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے زانی بیٹے کے متعلق دریافت کرنے لگا۔

کنوارہ ہونے کے باعث اسے آپ نے ایک سو کوڑوں کی سزا سنائی اور ایک سال کیلئے جلاوطن فرمایا (عورت شادی شدہ تھی) اسے سزا دینے کیلئے حضور ﷺ نے حضرت انیسؓ سے فرمایا:

واغدیا انیس علی امراة هذا فان اعترفت فارجمها فغدا علیها فاعترفت فرجمها (۵۳)

(ترجمہ) اے انیس صبح اس عورت کے پاس جاؤ اگر وہ زنا کا اعتراف جرم کرے تو اسے رجم کرو۔ حضرت انیسؓ اس عورت کے پاس گئے اس نے زنا کا اعتراف کیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق اسے رجم کیا۔

۲۔ حضرت عمران بن معین سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نے زنا کا اعتراف کیا۔ آنحضور ﷺ نے اس کے ولی کو طلب کر کے فرمایا:

احسن الیها فاذا وضعت حملها فاخبرنی ففعل فامر بها فشدت علیها ثیابهاثم امر برجمها فرجمت ثم صلی علیها (۵۴)

(ترجمہ) اس وقت تک اسے اپنے پاس رکھو جب تک کہ بچہ پیدا نہ ہو جائے۔ پیدائش کے بعد مجھے اطلاع دینا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا (وضع حمل کے بعد اس نے آپ کو اطلاع دی) تو آپ کے حکم سے اس کے بدن پر اس کا کپڑا لپیٹ دیا اور آپ ہی کے حکم سے اسے رجم بھی کر دیا گیا۔ اور آپ نے ہی اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

۳۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ قبیلہ اسلم کے ایک شخص ماعز اسلمی نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر زنا کا اعتراف کیا۔ آپ نے اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا وہ اعتراف کرتا رہا اور آپ اپنا رخ انور پھیرتے رہے۔ یہاں تک کہ اس نے چار مرتبہ اپنے جرم کی شہادت دی۔ پھر آپ نے فرمایا:

ابک جنون قال لا قال احصنت قال نعم فامربه فرجم بالمصلی (۵۵)

(ترجمہ) کیا تو پاگل ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو شادی شدہ ہے اس نے کہا ہاں۔ تب آپ نے عید گاہ میں اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔

۴۔ قبیلہ غامدیہ کی ایک زانیہ عورت کو رجم کرنے سے متعلق روایت سنن ابی داؤد میں موجود ہے (۵۶)

حد زنا کے متعلق حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا تھا:

رجم رسول اللہصلی اللہعلیه وسلم ورجمنا بعد فاخشی ان طال بالناس زمان ان یقول قائل واللہ مانجد آیة الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک الفریضة (۵۷)

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے شادی شدہ زانیوں کو رجم فرمایا اور آپ کے بعد ہم نے

رجم کیا مجھے اندیشہ ہے کہ وقت گزرنے کے بعد کوئی کہنے والا یہ کہے گا کہ ہم رجم کی آیت قرآن مجید میں نہیں پاتے (اس لیے ہم تو رجم نہیں کریں گے) یہ کہہ کر وہ ایک اہم فریضہ ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہوجائیں گے۔

ان دلائل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رجم بھی سزائے موت ہی کا دوسرا نام ہے۔ یہ سزا مردوں، عورتوں کو یکساں ملتی رہی۔ حضور اکرم ﷺ نے زانیہ عورت کو بھی بدستور رجم کیا۔ اس ضمن میں مردوں اور عورتوں میں جنسی لحاظ سے کوئی تفریق قائم نہیں کی۔

حد حرابہ

حرابہ کو اردو میں رہزنی کہا جاتا ہے فقہی اصطلاح میں حرابہ سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کا مال چھیننے کیلئے نکلے اور اس سے راستے میں خوف پیدا ہوجائے یا وہ مال لے لے یا وہ کسی انسان کو قتل کردے۔ بالفاظ دیگر مال لینے کی خاطر راستے کو پرخطر بنانا حرابہ کہلاتا ہے۔(۵۸)

حرابہ کے متعلق ارشاد باری تعالی ہے:

انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذالک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم(۵۹)

(ترجمہ) جو لوگ اللہ اور رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں اس لئے تگ و دو کرتے پھرتے ہیں کہ فساد برپا کریں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائیں یا سولی چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں یا وہ جلاوطن کردیئے جائیں۔ یہ ذلت و رسوائی ان کیلئے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کیلئے اس سے بڑا عذاب ہے۔

ان آیات میں رہزنی کو "محاربہ باللہ ورسولہ" یعنی اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرنا قرار دیا گیا ہے اس لیے کہ مسافر محض اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی ذات پر اعتماد کرکے گھر سے نکلتا ہے لہذا جو شخص اس اعتماد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے وہ اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرتا ہے۔

اس آیت کے نزول کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۴ھ) نے لکھا ہے:

هنا بالذی یقطع الطریق علی الناس مسلماً او کافراً (٦٠)

(ترجمہ) یہ آیت ان لوگوں کیلئے نازل ہوئی جو لوگوں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اگرچہ وہ مسلمان ہوں یا کافر۔

بقول علامہ قسطلانی (م ۹۲۳ھ) جمہور علماء کے نزدیک یہ آیت صرف مسلمانوں کے لیے نازل ہوئی ہے۔ ارشاد الساری میں آپ لکھتے ہیں:

"والجمهور علی ان هذه الایة نزلت فیمن خرج من المسلمین یسعی فی الارض بالفساد ویقطع الطریق (٦١)

(ترجمہ) جمہور فقہاء کے نزدیک یہ آیت ان مسلمانوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور سڑکوں پر ڈاکے ڈالتے ہیں۔ قرآن مجید کی اس آیت کی روشنی میں رہزنی کرنے پر مندرجہ ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

۱۔ قتل کرنا ۲۔ صلیب دینا ۳۔ ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹنا ۴۔ جلاوطنی

ان سزاؤں میں ایک سزا قتل یا صلیب دینا ہے۔

یہ سزا ہر اس رہزن کو دی جائے گی جس نے رہزنی کے دوران کوئی ایسا جرم کیا ہو جس کی سزا اسلام نے سزائے موت مقرر کی ہو۔ جیسے قتل وغیرہ۔ بصورت دیگر دوسری سزائیں جرم کی نوعیت کے مطابق دی جائیں گی۔ قتل کی یہ سزا بطور حد ہوگی۔ قصاص نہیں یعنی مقتول کے ورثاء اس سزا کو معاف نہیں کرسکتے (٦٢)

مردوں اور عورتوں میں اس سزا کی یکسانیت کے متعلق عبدالقادر عودہ نے تحریر کیا ہے۔

امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، مسلک ظاہر کے فقہاء اور شیعہ فقہاء کے نزدیک محارب کی سزا میں مرد اور عورت کا کوئی فرق نہیں (٦٣)

دوسری جگہ پر اسی مصنف نے لکھا ہے:

اگر ان ڈاکوؤں میں عورت شامل ہو تو اس پر بھی حد جاری ہوگی (٦٤)

عورتوں کے متعلق حد حرابہ کے متعلق احناف کے دو قول ہیں۔

ایک قول یہ ہے:

ولوکان بینهم المراة فقتلت واخذت المال دون الرجال لم تقتل المراة (٦٥)

(ترجمہ) ڈاکوؤں میں اگر عورت ہو وہ کسی دوسرے کو قتل کرے اور مال لوٹے، آدمیوں کے سوا تو وہ عورت قتل نہیں کی جائے گی۔

دوسرا قول امام طحاویؒ (م ۳۲۱ھ) کا منقول ہے حرابہ میں مرد اور عورتیں برابر ہیں اور اللہ تعالی کے فرمان پر قیاس کرتے ہوئے مردوں اور عورتوں سب پر حد نافذ کی جائے گی۔ دیگر حدود کی طرح یہ حد بھی مرد و عورت پر یکساں واجب ہے (٦٦)

احناف کا راجح قول یہی ہے کہ حد حرابہ میں بھی مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ یہ حد قتل بھی ہو تو مرد ہونے کی کوئی شرط نہیں اور وہی صورت ہو گی جیسے جہینہ کی عورت کو زنا کی حد رجم کیا گیا۔ (٦٧)

ان دلائل سے واضح ہوجاتا ہے کہ حد حرابہ کی سزا میں مرد اور عورت کے لحاظ سے کوئی تفریق نہیں۔ رہزنی کے دوران اگر رہزن کسی قتل کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے سزائے موت دی جائے گی اگرچہ وہ رہزن مرد ہو یا عورت۔

حد ارتداد

اسلامی حدود میں تیسری حد جس کے مرتکب کو سزائے موت دی جاتی ہے وہ "حد ارتداد" ہے۔

ارتداد کے لغوی معنیٰ رجوع کرنا اور واپس پلٹنا کے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ولاترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین (٦٨)

(ترجمہ) اور اپنی ایڑیوں کے بل نہ پلٹ جاؤ۔ ورنہ تم خسارے والوں میں سے ہوجاؤ گے۔

اسلام میں ارتداد سے مراد دین اسلام سے پھر جانا ہے۔ ارتداد کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

ومن یرتدد منکم عن دینه فیمت وهوکافر فاولئک حبطت اعمالهم فی

الدنیا والاخرة واولئک اصحاب النارھم فیھاخالدون (٦٩)

(ترجمہ) اور تم میں سے جو شخص دین اسلام سے رجوع کرلیتا ہے اور وہ کفر ہی کی حالت میں مرجائے اس کے دنیا اور آخرت میں اعمال ضائع ہوجائیں گے۔ یہ لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔

ارتداد کی جسمانی سزا کاذکر احادیث نبوی میں ملتا ہے۔ سنن ابن ماجہ میں یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

من بدل دینہ فاقتلوہ (۷۰) (جو کوئی اپنا دین بدلے اس کو قتل کردو۔)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کا خون تین صورتوں میں جائز ہوتا ہے۔ (۱) قصاص میں قتل کرنا (۲) شادی شدہ زانی کو رجم کرنا (۳) دین کو چھوڑنے پر قتل کرنا (۷۱)

ہر اسلام چھوڑنے والے کو قتل کیاجائے گا۔ اس میں مرد اور عورت کی کوئی ترجیح نہیں یعنی مرد اور عورت دونوں کو مرتد ہونے پر قتل کیاجائے گا۔

حد ارتداد کے متعلق فقہی مذاہب کاذکر کرتے ہوئے عبدالقادر عودہ نے لکھا ہے۔

احناف کے علاوہ باقی مسالک میں عورت اور مرد کی کوئی تفریق نہیں بلکہ اس حد میں مرد کی طرح عورت کو بھی قتل کی سزا دی جائے گی۔ (۷۲)

احناف کے نزدیک مرتد مرد کو تو قتل کیاجائے گا لیکن مرتدہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اسے اسلام پر مجبور کیاجائے گا۔ اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں اسے تاحیات قید میں رکھاجائے گا (۷۳)

بہرحال اس حد میں بھی اکثر فقہا کے نزدیک مرد و عورت میں کوئی تفریق نہیں اور مرتد مرد اور مرتدہ عورت کو قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد قتل کیاجائے گا۔

گستاخ رسول کی سزا

اسلامی حدود کے بعد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا وہ جرم ہے جس کی سزا بھی سزائے موت ہے اگرچہ مجرم مسلمان ہو یا غیر مسلمان، مرد ہو یا عورت۔ صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

من لکعب بن الاشرف فانه قد اذی اللّٰه ورسوله فقام محمد بن مسلمه فقال یا رسول اللّٰہ اتحب ان اقتله قال نعم...الخ(۷۵)

(ترجمہ) کعب بن اشرف (کے قتل) کا کون ذمہ لیتا ہے۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو بڑی ایذا دی ہے حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کھڑے ہو کر کہا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ کو پسند ہے کہ میں اسے مار ڈالوں آپ نے فرمایا ہاں محمد بن مسلمہ نے کہا مجھے اجازت دیجیے کہ میں کچھ بات بناؤں۔ آپ نے اپنے دودھ شریک بھائی ابونائلہ کے ساتھ مل کر اسے قتل کر دیا۔

اسی طرح گستاخ رسول ابورافع یہودی کو بھی حضور اکرم ﷺ نے قتل کرنے کا حکم دیا جسے عبداللہ بن عتیک اور چند انصار نے مل کر قتل کیا(۷۶)

گستاخ رسول اگر عورت ہو تو اس کی سزا بھی قتل ہے۔ اس ضمن میں علامہ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) نے یہ روایت نقل کی ہے۔

عصما بنت مروان، یزید بن زید الخطمی کے عقد میں تھی اس نے چند ایسے اشعار کہے جس میں آقائے نامدار ﷺ کی شان میں گستاخی کی گئی۔ خطمی قبیلہ ہی کے حضرت عمیر بن عدیؓ کو جب ان اشعار کا علم ہوا تو انہوں نے کہا۔

(ترجمہ) حضور اکرم ﷺ اگر غزوہ بدر کے بعد مدینہ تشریف لے آئے تو میں اس عورت کو قتل کردوں گا چنانچہ آپ کی تشریف آوری پر حضرت عمیرؓ رات کو اس عورت کے گھر تشریف لے گئے تو وہ عورت سو رہی تھی اس کے ارد گرد اس کے بچے بھی تھے اور ایک بچہ اس کے سینے پر تھا۔ آپ نے اس بچہ کو ہٹا کر اسے تلوار سے قتل کر دیا۔

پھر صبح کی نماز کے وقت آپ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے نماز کے بعد حضور اکرم ﷺ نے عمیر کو دیکھ کر فرمایا: (اقتلت بنت مروان قال نعم) اے عمیر کیا تو نے بنت مروان کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا ہاں یارسول اللہ ﷺ پھر عرض کی ھل علی فی ذالک شئی یارسول اللہ ﷺ قال لا۔ کیا مجھ پر اس قتل کی کوئی سزا ہے آپ نے فرمایا اس قتل میں کوئی تاوان نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا:

اذا احببتم ان تنظروا الی رجل نصره اللّٰه ورسوله بالغیب فانظروا الی عمیربن عدی.

(ترجمہ) میرے صحابیو! اگر تم یہ پسند کرتے ہو کہ تم ایسے شخص کو دیکھو جس کی اللہ اور اس کے رسول نے غیب سے مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کی طرف دیکھو یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ نے کہا: اس نابینے کو دیکھو جو اطاعت الہی میں آگے بڑھ گیا ہے۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: (لا تقل الاعمی ولکنہ البصیر (۷۷) اسے نابینا نہ کہو بلکہ وہ بصیر ہے۔

سنن دار قطنی میں بھی حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ ایک آدمی کی بیوی حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی اس کے متعلق آپ نے فرمایا:

الا اشھدوا ان دمھا ھدر (۷۸)

(ترجمہ) خبردار گواہ ہو جاؤ کہ اس کا خون جائز ہے۔

ان دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ ہر وہ جرم جس کی سزا اسلام میں قتل یا موت ہے وہ سزا بلا تفریق جنسی ہر مجرم کو ملے گی خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

آئین پاکستان اور تخفیف سزا

کسی بھی ملک میں قانون سازی کیلئے وہاں رائج الوقت دستور کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ عورت کی سزائے موت میں تخفیف کے متعلق شرعی دلائل کے بعد اب آئین پاکستان کے حوالے سے دیکھا جاتا ہے کہ کیا ہمیں ہمارا آئین اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ عورتوں سے متعلق جنسی لحاظ سے کوئی ایسا امتیازی قانون بنایا جائے جس کا تعلق جرائم سے ہو۔

قرارداد پاکستان کو اگرچہ ۱۲۔ مارچ ۱۹۴۹ء کو اس وقت کی مجلس دستور ساز نے پاس کیا تھا مگر وہ آئین کا حصہ نہ تھی۔ جنرل محمد ضیاء الحق (مرحوم) نے فرمان صدر نمبر ۱۴ مجریہ ۱۹۸۵ء کے مطابق اسے ۱۹۷۳ء کے آئین کا مستقل حصہ بنا دیا۔

دستور پاکستان میں ہے آئین کی دفعہ ۲ (۲ الف) کے مطابق قرارداد مقاصد میں بیان کردہ اصول اور احکام کو بذریعہ دستور کا حصہ مستقل حصہ قرار دیا جاتا ہے اور وہ ------ مؤثر ہوں گے (۷۹)

اس قرارداد میں ہے۔

where in Muslim shall be eneable to order their lives in the individual and collective spheres in accord with the teachings and requirments ofIslam as set out in the Holy Quran and sunna .

ایسا دستور بنایا جائے جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول اللہ ﷺ میں متعین ہیں، ترتیب دے سکیں۔ آئین کی دفعہ ۲۲۷ (الف) میں واضح طور پر یہ کہا گیا ہے۔

1- All existing laws shall be brought in conformity with the injunctions of islam as laid down in the Holy Quran and sunnah, in this Part referred to as the Injunction of Islam , and no law shall be enacted which the repugnant to such Injunctions.

یہ دفعہ اس بات کی ممانعت کرتی ہے کہ کوئی بھی قانون قرآن و سنت میں مذکور احکام کے خلاف وضع نہیں کیے جائیں گے۔

دستور پاکستان کی یہ دونوں دفعات حکومت وقت کو اس بات کی پابند کرتی ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔

جنسی لحاظ سے متفرق قانون سازی کی بھی آئین میں ممانعت اسی طرح موجود ہے قرارداد پاکستان میں ہے۔

Where in shall be guaranted fundamental rights including equality of status of opportunity and before law, social,economic and political Justice, and freedom of thought expression, belief faith, worship and association subject to law and public morality , Where in the Principles of democracy,freedom,equality , tolerance and social justice , as enunicted by Islam shall be fully observed, (82) (27)

آئین کی رو سے بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے اور ان حقوق میں قانون واخلاق عامہ کے تحت مساوات، حیثیت و مواقع قانون کی نظر میں برابری عمرانی، اقتصادی اور سیاسی

عدل، اظہار خیال عقیدہ، دین، عبادت اور ارتباط کی آزادی شامل ہوں۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق پاکستان میں جمہوریت، آزادی، مساوات، نظم وضبط اور انصاف کے اصولوں پر عمل کیا جائے گا۔

اس مساوات کا ذکر آئین کی دفعہ ۲۵ میں اس طرح ہے۔

1- All citizen are equal before law and are entitled to equal protection of law.

2- There shall be no discrimination on the basis of sex alone. (83)

۱۔ تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں اور قانون تحفظ کے مساوی طور پر حقدار ہیں۔

۲۔ محض جنس کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں کیا جائے گا۔

دستور پاکستان کی یہ دفعات واضح طور پر اس بات کی نشاندھی کرتی ہیں کہ محض جنسی لحاظ سے کوئی امتیازی قانون وضع کرنا خواہ وہ مردوں کیلئے ہو یا خواتین کیلئے دستور کی خلاف ورزی ہوگا۔

۱۹۸۹ء میں حکومت سندھ نے میڈیکل کالجز میں میرٹ کو نظرانداز کرکے لڑکیوں کا الگ کوٹہ مقرر کیا جس کے نتیجے میں زیادہ نمبر حاصل کرنے والی لڑکیاں کم نمبر حاصل کرنے والے لڑکوں کے مقابلے میں داخلہ سے محروم ہو گئیں۔ چنانچہ ان لڑکیوں نے سندھ ہائی کورٹ میں حکومت سندھ کے خلاف رٹ پٹیشن دائر کی جس کی سماعت قائمقام چیف جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن، اور جسٹس امام علی قاضی پر مشتمل ڈویژن بنچ نے کی۔ ڈویژن بنچ نے رٹ کو منظور کرتے ہوئے حکوت کے اس اقدام کو آئین کی دفعہ ۲ الف اور دفعہ ۲۵(۲) کے منافی قرار دیتے ہوئے غیر قانونی قرار دے دیا۔(۸۴)

سندھ ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اگر میڈیکل کالجوں میں داخلے کے ضمن میں لڑکوں سے متعلق ضمنی لحاظ سے بنایا گیا قانون خلاف دستور ہوسکتا ہے تو عورتوں کی سزائے موت کی تخفیف جیسا اہم مسئلہ آئین کے مطابق کس طرح ہوگا۔

عوامی رد عمل

خواتین کیلئے سزائے موت کا خاتمہ وہ اہم مسئلہ ہے جس کے متعلق نہ صرف قرآن

مجید اور احادیث مبارکہ میں واضح احکامات موجود ہیں بلکہ تمام ائمہ کا بھی اس بات پر اتفاق ہے کہ خواتین کو سزائے موت سے مستثنی کرنا کسی بھی طرح شریعت سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ پاکستان میں مروجہ آئین بھی اس کی مخالفت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۱ جون ۱۹۹۶ء کو اخبارات میں جب کابینہ کے اس فیصلے کی خبر شائع ہوئی تو تمام مکتبہ فکر کے علماء اور قانونی ماہرین نے اس کے متعلق اپنی آراء کا اظہار اس طرح کیا۔

پہلا بیان: جماعت اہل سنت پاکستان کے ناظم اعلی پیر محمد افضل نے اس فیصلے پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا۔

یہ فیصلہ سورۃ بقرہ آیت۱۷۸ (یاایھاالذین امنواکتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی) (۸۵)
کی مکمل مخالفت ہے اس فیصلے سے تمام ارکان کابینہ کافرو مرتد ہوگئے ہیں۔

دوسرا بیان: جماعت اہل سنت پاکستان اور مجلس دعوۃ الاسلامیہ نے عورت کی سزائے موت ختم کرنے کے فیصلے کو غیر شرعی قرار دیا اور ۱۴ جون بروز جمعہ کو ملک بھر میں یوم احتجاج کا فیصلہ کیا اور اسے قرآنی احکامات کی خلاف ورزی قرار دیا (۸۶)

تیسرا بیان: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا اسماعیل شجاع آبادی، خالد الازہری، اور دیگر علماء نے عورت کی سزائے موت ختم کرنے کے وفاقی فیصلے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ فیصلہ قرآن و حدیث کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے اور شریعت کے بالکل برعکس ہے۔

اسی روز جمیعۃ علماء اسلام کی طرف سے ۲۱ جون کو یوم احتجاج منانے کی خبر شائع ہوئی۔ اس احتجاج میں حکومت کے اس فیصلے کی مذمت کی گئی اور خاموش احتجاجی مظاہرے کیے گئے (۸۷)

چوتھا بیان: چوتھا بیان ڈاکٹر نسیم حسن شاہ ریٹائرڈ چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان کا شائع ہوا۔ آپ نے فاران کلب انٹرنیشنل کراچی کے تحت جشن آزادی کے سلسلہ کی ایک تقریب میں " پاکستان کے پچاس سال اور عدلیہ کے کردار " کے موضوع پر خطاب

کے بعد سوالوں کے جواب دیتے ہوئے کہا کہ:

عورتوں کی سزائے موت کے قانون میں ترمیم اسلامی قوانین کے خلاف ہے۔(۸۸)

ادارہ نوائے وقت کی طرف سے حکومت کے اس فیصلے کے متعلق مختلف علماء اور سیاسی زعماء کی آراء بھی لی گئیں جن میں چند آراء یہ ہیں۔

i۔ حکومت پاکستان کیلئے سزائے موت کا خاتمہ قرآن وسنت کے منافی ہے۔ وفاقی کابینہ کو اسلامی احکامات میں مداخلت کا حق نہیں دیاجاسکتا۔ یہ دستور پاکستان سے غداری ہے(حافظ ادریس امیر جماعت اسلامی پنجاب)

ii۔ یہ فیصلہ غیر اسلامی حرکت ہے۔(تاج بی بی مسلم لیگی لیڈر)

iii۔ یہ فصیلہ قرآن و سنت کے واضح احکام کی خلاف ورزی اور دستور پاکستان سے غداری کے مترادف ہے۔(مولانا محمد اجمل سرپرست اعلی جمیعۃ علماء اسلام)

ان کے علاوہ مولانا عبدالمالک صدر جمیعۃ اتحاد العلماء، مولانا فتح محمد مہتمم جامعہ منصورہ، مولانا گوہرالرحمن شیخ القرآن دارالعلوم تفہیم القرآن مردان۔ مولانا عبدالرحمن اشرفی وشیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور اور مولانا عبدالرحیم چترالی ایم این اے نے بھی اس فیصلے کو خلاف شریعت قراردیا(۸۹)

اس فیصلے کے خلاف شریعت اور خلاف آئین ہونے کے متعلق اخبارات ورسائل میں بھی متعدد مضامین شائع ہوئے جیسے جناب ڈاکٹر تنزیل الرحمن کا مضمون بعنوان" عورتوں کو سزائے موت سے مستثنی کرنے کا قانون" روز نامہ نوائے وقت لاہور میں دو اقساط میں شائع ہوا۔(۹۰)

"عورت اور سزائے موت" کے عنوان سے جناب ----- امجد کا ایک مضمون ماہنامہ "اشراق" لاہور سے شائع ہوا(۹۱)

مفتی عبدالقیوم خان کا مضمون "عورت کی سزائے موت میں تخفیف" کے عنوان سے ماہنامہ "منھاج القرآن" لاہور میں شائع ہوا(۹۲)

خالد جاوید خان ایڈووکیٹ نے البتہ وفاقی کابینہ کے اس فیصلے کی حمایت میں ایک مضمون "خواتین کیلئے سزائے موت کے خاتمہ" کے عنوان سے لکھا جو ۵۔ جولائی ۱۹۹۶ء کو روزنامہ جنگ لاہور سے شائع ہوا۔

ممکنہ اثرات

اس فیصلے کے ممکنہ اثرات اور مقاصد یہ بیان کیے گئے ہیں کہ اس اقدام سے معاشرے پر خوش گوار اثر پڑے گا۔ اس فیصلے کی وجہ یہ بتائی گئی کہ خواتین دہشت گردی اور معصوم شہریوں کے سفاکانہ قتل کی وارداتوں میں بہت کم ملوث پائی جاتی ہیں۔

یہ تصور فہم سے ماورا ہے کہ کسی طبقے میں جرائم کم ہوں لیکن وہاں سنگین جرائم کے مرتکبین کو بھی اس جرم کی حقیقی سزا سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے۔ اس فیصلے سے درپردہ یہ مقصد بھی مضمر تھا کہ اس وقت کی وزیراعظم خواتین میں اپنی مقبولیت کو بڑھالیں۔

بعض انسانی حقوق کی تنظیموں نے یہ بھی کہا کہ اس فیصلے سے دنیا میں پاکستان کی عورتوں کا وقار بلند ہوگا۔

عجب حیرت ہے کہ ان تنظیموں نے عورتوں کے وقار کی بلندی کا معیار کس چیز کو بنالیا۔ انسان کا وقار اس کی سیرت و کردار سے بنتا ہے یا جرائم کی سزا کی تخفیف کی بنا پر۔

معاشرے پر خوشگوار اثرات پڑنے کا خیال جن لوگوں نے سوچا انہیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ پاکستان کی تقریباً ۹۸ % آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ اور مسلمان معاشرے کی اساس اطاعت الہی اور اطاعت رسول ﷺ ہے لہذا اس معاشرے میں قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کے برخلاف کیا گیا کوئی فیصلہ معاشرے پر خوشگوار اثرات ڈالنے کی بجائے مزید کشمکش اور انتشار کا باعث ہوگا۔

جسٹس تنزیل الرحمن نے اس فیصلے کے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

سماجی علوم کے ماہرین کے نزدیک یہ بات قابل تسلیم ہے کہ معاشرے کے مصالح کے حصول اور معاشرہ سے فساد کو دفع کرنے کیلئے جرائم کے ارتکاب پر بلاتفریق و امتیاز سزا دینا عین انصاف ہے اور مجرم کو اس کے جرم کی مناسب سزا ضرور ملنی چاہیے (۹۳)

اسلام میں بھی اسی انصاف پر زور دیا گیا ہے اور مجرموں پر ترس نہ کھانے کا حکم دیا گیا ہے خواہ کوئی بھی انسان مجرم ہو۔

زانیہ عورت اور زانی مرد کی سزا کے ذکر کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا:

لاتاخذکم بھما رافۃ فی دین اللہ ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر (۹۴)

تمہیں (مجرموں) پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

آج کے نام نہاد دانشمند اپنے مذموم مقاصد کیلئے تمام حقائق سے نظریں بند کر کے ہر وہ بات جہاں اسلام نے مرد اور عورت میں عدم مساوات کی راہ اختیار کی ہے وہاں مساوات کا اور جہاں مساوات کو قائم کیا گیا ہے وہاں عدم مساوات کا ڈھنڈھورا پیٹتے ہیں۔

اثرات

اگرچہ اس فیصلے کے اعلان کے وقت معاشرے پر خوشگوار اثرات پڑنے کا ذکر کیا گیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ خوشگوار اثرات مرتب ہونے کی بجائے معاشرے پر برے اثرات پڑنے کا خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے قبل بھی اکثر جرائم پیشہ لوگ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے خواتین کو ذریعہ بناتے ہیں۔ لہذا اس فیصلے سے سنگین جرائم کا اور زیادہ ہوجانے کا اندیشہ ہے۔

مثلاً منشیات ہی کو لیجیے کہ اکثر منشیات کے سمگلر منشیات کی نقل و حمل کیلئے عورتوں کو استعمال کرتے ہیں۔ جیسے ۱۳ جون ۱۹۹۶ء کو روزنامہ نوائے وقت لاہور میں یہ خبر شائع ہوئی۔ '' کراچی میں کروڑوں کی ہیروئن پکڑی گئی پانچ خواتین گرفتار۔

عورتوں نے ہیروئین کی تھیلیاں بنا کر اپنے جسم کے مختلف حصوں سے باندھ رکھی تھیں۔ پاکستان کوسٹ گارڈ نے کوئٹہ سے کراچی آنے والی بسوں کی چیکنگ کے دوران بڑے پیمانے پر منشیات سمگل کرنے کی ایک کوشش ناکام بنادی اور پانچ عورتوں سمیت سات افراد کو گرفتار کر کے کروڑوں روپے مالیت کی ۲۶ کلو گرام ہیروئن برآمد کرلی۔ تفیصلات کے مطابق بسوں کی تلاشی کے دوران بیشتر خواتین تسلی بخش جواب نہ دے سکیں تو انہیں کوسٹ گارڈ کے ہیڈکواٹر لاکر لیڈی سرچر کے ذریعے جامہ تلاشی لی گئی جس کے نتیجے میں پانچ پانچ کلو گرام ہیروئن برآمد ہوگئی جو انہوں نے ایک ایک کلو کی تھیلیوں کی شکل میں اپنے جسم سے باندھ رکھی تھی۔(۹۵)

منشیات کی سمگلنگ وہ جرم ہے جس کی سزا متعدد ممالک جن میں چین اور سعودی عرب بھی شامل ہیں سزائے موت مقرر کی گئی(۹۶)جیسا کہ روزنامہ پاکستان میں ۲۸۔ اگست کو ایک خبر شائع ہوئی۔

چین میں جرائم کے خلاف جاری مہم کے دوران مزید ۱۵ مجرموں کو گولی مار کر سزائے موت دی گئی۔ موت کی یہ سزائیں شمالی چین کے صوبے ننکیا میں دی گئیں۔ اپریل کے آخری ہفتہ سے جاری مہم کے دوران اب تک تقریباً ۱۵۰۰ مجرموں کو پھانسی دی جاچکی ہے۔ ان مجرموں پر قتل۔ کارچوری، اغوا زیادتی اور منشیات کی سمگلنگ سمیت سنگین الزامات تھے(۹۷)

حکومت پاکستان بھی اس جرم میں سزائے موت کا قانون بنانے والی ہے(۹۸)

منشیات کے علاوہ دیگر اشیاء کی سمگلنگ میں بھی خواتین بہت حد تک ملوث ہوتی ہیں جیسے ۲۸۔ اگست کو ہی روزنامہ پاکستان میں یہ خبر بھی شائع ہوئی۔

بھارت کے کسٹم حکام نے ۳۱ کلو گرام سونا سمگل کرنے کی کوشش ناکام بنادی۔ بتایا گیا ہے کہ کرغیزستان سے نئی دہلی آنے والی پرواز سے چار کرغیز خواتین کی شک کی بنا پر تلاشی لی گئی تو ان سے سونے کے بسکٹ برآمد ہوئے جن پر انہیں گرفتار کرلیا گیا(۹۹)

اس مختصر تجزیاتی رپورٹ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عورتوں کو سزائے موت سے مستثنی کرنے سے معاشرے پر خوشگوار اثرات پڑنے کی بجائے منفی اثرات مرتب ہونے کا زیادہ اندیشہ ہے اور جرائم پیشہ لوگ اپنے مذموم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے خواتین کو ذریعہ بنائیں گے۔ سمگلنگ کے بعد ڈاکہ اور قتل وغیرہ کی وارداتوں میں بھی انہیں استعمال کیا جائے گا۔ انہی خدشات کا اظہار مفتی عبدالقیوم خان نے اس طرح کیا ہے۔

''جب اخلاق وقانون کے ہر اصول کو توڑ کر عورت کی سزائے موت ختم ہوجائے گی تو اس سے ایک طرف قرآن کے صریح وصاف احکام کی خلاف ورزی و بغاوت ہوگی جس میں حکمران اور ان کے تمام ہمنوا شریک ہوں گے اور دوسری طرف اس محروم اور فساد زدہ طبقاتی معاشرے میں عورتوں کے ہاتھوں بے گناہ مرد قتل ہوں گے جہاں پہلے ہی رشوت سفارش اور دباؤ کی وجہ سے مجرم وقاتل صاف بچ نکلتے ہیں۔ جرم مرد بھی کریں گے تو نامزد عورت ہوگی تاکہ کوئی مجرم سزائے موت سے دوچار نہ ہو۔ کیا دنیا کے کسی ملک میں جنگل کا یہ قانون پہلے بھی کبھی نافذ ہوا؟

افسوس کہ اس ظلم کی ابتداء اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران کرنا چاہتے ہیں۔ مساوات محمدی کے دعویدار اتنا غیر مساوی غیر عادلانہ اور غیر منصفانہ قانون لانا چاہتے ہیں

وہ پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات

جرائم پیشہ عورتوں کی جب پیشگی سزائے موت ختم کردی گئی تو وہ کیوں نہ پھولن دیوی ڈاکو وقاتل کا روپ دھاریں گی؟ قتل وغارت کا بازار کیوں نہ گرم ہوگا؟ اور اللہ کی زمین فتنہ وفساد کی ہمہ گیر آگ سے کیونکر محفوظ رہ سکے گی(۱۰۰)

جس کابینہ نے اس فیصلے کی منظوری دی وزیراعظم (بینظیر بھٹو) سمیت وہ تمام کابینہ ۵۔ نومبر ۱۹۹۶ء سے معطل ہوچکی ہے۔ قومی اسمبلی کی تحلیل کردی گئی۔ مسلم لیگ کی نئی حکومت بن چکی ہے۔۔ لہذا موجودہ حکومت کو چاہیے کہ وہ اس فیصلے پر نظرثانی کرے اور اس فیصلے کو معطل کرکے اسے قابل عمل ہونے سے روک دے۔ کیونکہ یہ فیصلہ:

۱۔ قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ کے منافی ہے۔

۲۔ دستور پاکستان، مجموعہ ضابطہ فوجداری اور اسلامی تعزیرات ۱۹۷۹ء کے خلاف ہے۔

۳۔ سماجی نظریات سے مطابقت نہیں رکھتا۔

۴۔ معاشرے پر خوشگوار اثرات پڑنے کی بجائے برے اثرات مرتب ہونے کا اندیشہ ہے۔

مصادر و حواشی

۱۔ روم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توھین کی سزا زندہ جلانے کی صورت میں سزائے موت تھی جو اٹھارہویں صدی میں ختم کردی گئی۔
امریکہ میں بھی سترہویں صدی عیسوی میں توھین عیسوی کی سزا موت مقرر کی گئی ۱۹۶۸ء میں اس سزا کو ختم کر کے یہ فیصلہ دیا گیا کہ عیسائیت کے تحفظ کیلئے قانونی گرفت کی ضرورت نہیں۔
برطانیہ میں بھی ۱۸۳۴ء تک رسالت عیسوی اور عیسائیت کی تعلیمات کی توھین پر قتل کی سزا دی جاتی رہی البتہ بعد میں اس قانون میں نرمی اختیار کرلی گئی۔
(ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی "توھین رسالت کا قانون" سہ ماہی منہاج، لاہور، ج:۱۳ شمارہ ۳-۴ (جولائی-اکتوبر ۱۹۹۵) ص: ۸۱)

۲۔ روزنامہ نوائے وقت، لاہور- ۱۱ جون ۱۹۹۶ء ص: ۱-۹
روزنامہ جنگ لاہور ۱۱ جون ص: ۱

۳۔ سورۃ زمر: ۷۰

۴۔ سورۃ انفطار: ۱۹

۵۔ سورۃ انفطار: ۵

۶۔ سورۃ نحل: ۹۷

۷۔ سید قطب شہید، فی ظلال القرآن (ترجمہ پروفیسر میاں منظور احمد، اسلامی اکیڈمی لاہور ۱۹۸۹ء ج: ۵ ص: ۳۷۲

۸۔ سورۃ الاحزاب: ۳۵

۹۔ جیسے جامع ترمذی میں ہے کہ حضرت ام عمارہ سے روایت ہے
انها اتت النبی صی اللّٰہعلیه وسلم فقالت ما اری کل شئی الا للرجال وما اری النساء یذکرنی بشئی
حضرت ام عمارہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں جو چیز قرآن مجید میں دیکھتی ہوں وہ مردوں کیلئے ہوتی ہے عورتوں کا کسی حکم کے ساتھ ذکر نہیں کیا گیا تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
(امام ترمذی- جامع ترمذی، (ابواب التفسیر) مکتبہ رحیمیہ، دیوبند، ۱۹۵۲ء ج: ۳ ص: ۱۵۳)

۱۰۔ مفتی محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی ۱۹۷۹ء ج: ۷ ص: ۱۴۳-۱۴۴

۱۱- سورۃ الفتح:۶

۱۲- سورۃ التوبہ ۶۷-۶۸

۱۳- سورۃ آل عمران:۲۵

۱۴- ایضاً:۱۶۱

۱۵- سورۃ النساء:۳۲

۱۶- پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ۱۴۰۲ ھ ج:۱ ص:۳۴۰

۱۷- سورۃ النساء:۱۱۱

۱۸- سورۃ المومن:۱۷

۱۹- ابن منظور، لسان العرب، دار صادر بیروت، ۱۴۰۰ ھ ج:۷ ص:۷۵

۲۰- محمد بن یعقوب فیروز آبادی- القاموس المحیط دار الفکر بیروت ۱۹۷۸ء ج:۲ ص:۳۱۳

۲۱- سورۃ الکہف:۶۴

۲۲- عبد الرحمن الجزیری، کتاب الفقہ، ترجمہ منظور احمد عباسی، محکمہ اوقاف پنجاب لاہور ۱۹۷۹ء ج:۵ ص:۴۵۶

۲۳- محمد عمیم الاحسان مجددی، قواعد الفقہ، التصوف پبلیکیشنز کراچی ۱۹۸۶ء ص:۳۴۰

۲۴- سورۃ البقرہ:۱۷۸

۲۵- ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ (کتاب الدیات، باب من حال بین ولی المقتول وبین القود والدیۃ) نور محمد کراچی ۱۳۸۱ ھ ص:۱۸۹

۲۶- سورۃ المائدہ:۴۵

۲۷- سورۃ الشوریٰ:۱۳

۲۸- سورۃ الانعام:۹۰

۲۹- شہاب الدین احمد بن حجر مکی الخیرات الحسان، اردو ترجمہ جواہر البیان، ترجمہ ظفر الدین بہاری الکمتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی ۱۹۸۶ء ص:۲۹

۳۰- سورۃ البقرہ:۲۰۸

۳۱- ابوداؤد، سنن ابی داؤد (کتاب الدیات، باب عفو النساء عن الدم) نور محمد کارخانہ کتب کراچی ۱۳۶۹ ھ ج:۲ ص:۶۲۴

۳۲- ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ (کتاب الدیات باب من قتل لہ قتیل فھو بالخیار الخ) ص:۱۸۱
ابوداؤد- سنن ابی داؤد (کتاب الدیات، باب الامام یامر العفو فی الدم) ج:۲ ص:۶۱۸

۳۳- ابن ماجہ سنن ابن ماجہ ص:۱۸۹

۳۴- امام نسائی- سنن نسائی- باب القود، قتل المراۃ بالمراۃ) قدیمی کتب خانہ کراچی ت-ن)
ج:۲ص:۲۴۱

۳۵- ابوداؤد، سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب فیمن سقی رجلا سماً او اطعمہ فمات الیقاد منہ) ج:۲
ص:۶۲۰

۳۶- حضرت جابرؓ سے مروی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسے معاف کردیا اور اسے
سزا نہ دی (ابوداؤد، سنن ابی داؤد، ج:۲ص:۶۲۰)

۳۷- ابوعبداللہ محمد القرطبی الجامع لاحکام القرآن، دار الکاتب العربیہ للطباعۃ والنشر، تہران
۱۹۶۷ء ج:۲ص:۲۵۴

۳۸- ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ (ابواب الدیات، باب المسلمون تتکافا دماھم) ص:۱۹۲

۳۹- الجزیری، کتاب الفقہ (مترجم) ج:۵ص:۵۳۴

۴۰- قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج:۲ص:۲۴۸

۴۱- ابوبکر احمد بن علی رازی، جصاص، احکام القرآن، دار الکتاب العربیہ، بیروت، (ت-ن)
ج:۱ص:۱۳۸

۴۲- قرطبی، الجامع الاحکام القرآن ج:۱ص:۲۴۸

۴۳- فیروز آبادی، القاموس المحیط (بذیل مادہ الحد) ج:۱ص:۲۸۶

۴۴- ابن منظور: لسان العرب، ج:۳ص:۱۴۰

۴۵- سورۃ البقرہ:۱۸۷

۴۶- ایضا:۲۲۹

۴۷- بطرس بستانی- محیط المحیط، مکتبۃ لبنان، بیروت، ۱۹۷۷ء ج:۱ص:۳۸۵

۴۸- عمیم الاحسان، قواعد الفقہ ص:۲۶۱

۴۹- ایضاً

۵۰- محمد فرید وجدی الحدود الشرعیۃ دائرۃ المعارف القرن العشرین دار المعرفۃ، بیروت ۱۹۷۱ء
ج:۳ص:۳۷۸

۵۱- عبدالعزیز عامر، التعزیر فی الشریعۃ الاسلامیہ، قاہرہ ۱۳۲۸ھ ص:۱۳

۵۲- سورۃ النور:۲

۵۳- امام بخاری، الجامع الصحیح (کتاب المحاربین من اھل الکفر، باب اذا اقر بالحد ولم یبین ھل
الامام ان لیستر علیہ) نور محمد کراچی، ۱۹۴۸ ج:۲ص:۱۰۰۸

۵۴- امام ترمذی، الجامع الترمذی، (ابواب الحدود، باب ماجاء فی الرجم علی الثیب) مکتبہ رحیمیہ، دیوبند ۱۹۵۲ء ج:۱ ص:۱۹۳

۵۵- امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المحاربین، باب الرجم بالمصلی) ج:۲ ص:۱۰۰۷

۵۶- ابوداؤد، سنن ابی داؤد، (کتاب الحدود، باب فی الرجم) ج:۲ ص:۶۰۹

۵۷- امام بخاری، الجامع الصحیح ج:۲ ص:۱۰۰۸

۵۸- عبدالقادر عودہ، التشریع الجنائی، ترجمہ "اسلام کا فوجداری قانون، مترجم ساجد الرحمن صدیقی، اسلامک پبلیکشنز لاہور، ۱۹۸۸ء ج:۳ ص:۳۱۷

۵۹- سورۃ المائدہ:۳۳

۶۰- ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، (کتاب التفسیر، سورۃ مائدہ) دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور ۱۹۸۱ء ج:۸ ص:۲۷۴

۶۱- ابوالعباس شہاب الدین قسطلانی، ارشاد الساری، دار احیاء التراث العربی بیروت، (ت-ن) ج:۱۰ ص:۲

۶۲- عبدالقادر عودہ، اسلام کا فوجداری قانون، ج:۲ ص:۵۲

۶۳- ایضاً ج:۳ ص:۳۲۱

۶۴- ایضاً ج:۲ ص:۶۴۲

۶۵- فتاوی عالمگیری، نورانی کتب خانہ پشاور (ت-ن) ج:۲ ص:۱۸۷

۶۶- علاؤالدین کاسانی، بدائع الصنائع اردو ترجمہ، پروفیسر خان محمد چاولہ مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور ۱۹۸۷ء ج:۷ ص:۲۴۷

۶۷- ایضاً

۶۸- سورۃ المائدہ:۲۱

۶۹- سورۃ البقرہ:۲۱۷

۷۰- ابن ماجہ- سنن ابن ماجہ (ابواب الحدود، باب المرتد عن دینہ) ص:۱۸۲

۷۱- ایضاً

۷۲- دار قطنی، سنن دار قطنی، کتاب الحدود (حدیث نمبر ۱۲۸) السید عبداللہ ہاشم، مدینہ منورہ، ۱۹۶۶ء ج:۳ ص:۱۲۰

۷۳- عبدالقادر عودہ، اسلام کا فوجداری قانون، ج:۳ ص:۴۰۵
ابن قدامہ، المغنی، مکتبہ ریاض الحدیثہ، ریاض، ۱۹۸۱ء ج:۱۰ ص:۷۴
ابن حزم، المحلی، دار الآفاق الجدیدہ، بیروت (ت-ن) ج:۱۱ ص:۲۲۷

شمس الدین، نہایۃ المحتاج، دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۴ء ج:۷ ص:۲۰۹

۷۴۔ کاسانی، بدائع الصنائع سعید کمپنی کراچی، ۱۹۸۶ء ج:۷ ص:۱۳۵

امام صاحب کے نزدیک دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے کافرہ عورت کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے تو جب اصل کفر پر قتل نہ کرنے کا حکم ہے تو جو کفر بعد میں طاری ہوا اس پر بھی قتل نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ باقی فقہاء کے نزدیک سنن ابن ماجہ کی مذکورہ احادیث دلیل ہیں۔
(کاسانی بدائع الصنائع، مترجم ج:۷ ص:۳۴۲)

۷۵۔ امام بخاری، الجامع الصحیح، (کتاب المغازی، باب قتل کعب بن الاشرف) ج:۲ ص:۵۷۹

۷۶۔ ایضاً ج:۲ ص:۵۷۷

۷۷۔ علامہ ابن تیمیہ، الصارم المسلول، نشر السنۃ، ملتان (ت-ن) ص:۹۵-۹۶

۷۸۔ امام دار قطنی، سنن دار قطنی (کتاب فی الاقضیہ والاحکام باب فی المراۃ تقتل اذاارتدت،) ج:۴ ص:۲۱۶

۷۹۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور اردو ترجمہ زیر نگرانی جسٹس ارشاد حسن خان، کلاسیک، لاہور ۱۹۹۲ء ص:۳

۸۰۔ Dr, Safdar Mahmood Constitonal Foundations of Pakistan , jang Publishers Lahore , 1990,p.46,839-840.

۸۱۔ ibid.P 956

۸۲۔ ibid P.839- 840

۸۳۔ ibid P. 850 -851

۸۴۔ PLD (Karachi), 1990, (MST. Ferhat Jalil and others Province Sind) PLD Publishers, Lahore, 1991, vol.3,P. 349-361.

۸۵۔ روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۱۲ جون ۱۹۷۶ء ص:۱،۷

۸۶۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۳ جون ۱۹۷۶ء ص:۸

۸۷۔ روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۲۲ جون ۱۹۷۶ء ص:۷-۸

۸۸۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۹-اگست ۱۹۹۶ء آخری صفحہ۔

۸۹۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۳ جون ۱۹۹۶ء

۹۰۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۸-۲۱ جون ۱۹۹۶ء

۹۱۔ ماہنامہ اشراق، لاہور ج:۸ شمارہ ۷ (جولائی-صفر) ۱۹۹۶ء/۱۴۱۷ھ ص:۱۷-۲۰

۹۲۔ ماہنامہ منہاج القرآن لاہور ج:۱۰ شمارہ ۷ (جولائی ۱۹۹۶ء ص:۵۱

۹۳۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمن "عورت کو سزائے موت سے مستثنی کرنے کا قانون" روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۳ جون ۱۹۹۶ء ص:۳۔

۹۴۔ سورۃ النور:۲

۹۵۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۳ جون ۱۹۹۶ء ص:۳

۹۶۔ ڈاکٹر طاہر القادری، اسلام اور تحفظ ناموس رسالت، ترتیب و تدوین نعیم انور نعمانی، منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور ۱۹۹۵ء ص:۳۵۹

۹۷۔ روزنامہ پاکستان لاہور مورخہ ۲۸۔ اگست ۱۹۹۶ء ص:۳

۹۸۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمن "عورتوں کو سزائے موت سے مستثنی کرنے کا قانون" روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۲ جون ۱۹۹۶ء ص:۵

۹۹۔ روزنامہ پاکستان لاہور مورخہ ۲۸۔ اگست ۱۹۹۶ء ص:۳

۱۰۰۔ مفتی عبدالقیوم خان "عورت کی سزائے موت میں تخفیف" ماہنامہ منہاج القرآن ،ج:۱۰ شمارہ ۷ (جولائی ۱۹۹۶ء) ص:۵۵